سنت طیبہ اور بدعت میں خطِ فارقہ

یہ بدعات اور شرکیات پاؤں کی بیڑیاں ہیں جنہیں کاٹ پھینکنے کے لیے مضبوط ایمان اور پختہ یقین کی ضرورت ہے

سورہ شوریٰ میں فرمان ربانی ہے:

" کیا یہ لوگ اللہ کے ساتھ کچھ ایسے لوگوں کو شریک ٹہراتے ہیں جو ان کے لیے من گھڑت دین (عبادت کے طور طریقے) وضع کرتے ہیں جس کی اللہ نے ان کو اجازت نہیں دی۔"

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

جس نے اسلام میں کوئی نئی چیز اختیار کی اور اسے اچھا سمجھا، اس نے گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں خیانت کی (**نعوذ بااللہ من ذالک**) فرماتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمالیا۔ لہٰذا جو چیز اسلام مکمل ہونے کے دن اسلام میں شامل نہیں تھی، وہ اب کیسے دین کا حصہ ہو سکتی ہے؟

امام شافعیؒ نے اس سے بھی سخت بات کہی ہے، فرماتے ہیں:

" دین اسلام میں جس نے کوئی نیا کام شروع کیا، اس نے شرع میں اضافہ کیا، اگر دین اسلام میں اچھے اچھے نیک کام شروع کرنا جائز ہوتے تو اہل ایمان سے بڑھ کر اہل عقول یہ کام بطریق احسن کرتے اور اگر دین اسلام میں نئے نئے اچھے کام شروع کر دئے جائیں تو پھر ہر شخص اپنے لیے ایک نئی شریعت تیار کر لے گا۔"

قارئین محترم! کیا ایسا نہیں کہ آج ہمارے ہاں بدعات کے اس طومار ہی کو دین اور شریعت سمجھا جاتا ہے اور جو ان پر نکیر کرے اسے وہابی کہا جاتا ہے گویا دین سے ہی خارج کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

" ہر بدعت گمراہی ہے، اگرچہ لوگ اسے اچھا ہی کیوں نہ سمجھیں۔"

امام طبرانی اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں جس میں نبی ﷺ نے فرمایا:

" یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بدعتی کی توبہ روکے رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس بدعت سے باز آجائے۔"

معروف حدیث ہے: جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کی عمارت کو ڈھانے میں مدد کی۔ ایک طویل حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بدعت اختیار کرنے والے پر لعنت کی ہے۔ ایک مثال سے ہم اپنی بات کو مزید واضح کرنا چاہتے ہیں، اگر ہم اپنی مرضی سے دین میں کسی اچھی بات کو اختیار کر سکتے ہیں تو ایک رکعت نماز میں دو کے بجائے 3 اور 4 سجدے کرنے چاہئیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو کیا اللہ ہماری نماز قبول فرمائے گا؟ ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک رکعت میں دو ہی سجدے کیے ہیں۔ اگر ہم 3 یا 4 کریں گے تو اللہ اس پورے عمل کو رد کر دے گا۔ جو عبادات اور ثواب کے کام ہم نے دین میں نئے شامل کر رکھے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا؟ ہرگز نہیں! بلکہ ایسے لوگوں کے سارے اعمال راکھ کا ڈھیر ثابت ہوں گے۔ ایسے لوگ قیامت کے دن حوض کوثر اور شفاعت رسول ﷺ سے بھی

محروم رہیں گے۔ حضرت اسماءؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"حوض کوثر پر میں وہاں آنے والوں کا منتظر ہوں گا کہ کچھ لوگوں کو میری طرف آنے سے روک دیا جائے گا، میں کہوں گا: ان کو آنے دو، یہ میرے امتی ہیں، فرشتے مجھ سے کہیں گے: آپ کو نہیں معلوم، یہ تو آپ ﷺ کے بعد الٹے پاؤں پھر گئے تھے، یعنی آپ ﷺ کے طور طریقوں کو چھوڑ دیا تھا۔" (بخاری)۔

مسلم کی روایت میں مزید الفاظ ہیں: کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کے بعد دین میں کیا نئی باتیں شامل کر لیں تھیں؟ تو میں ان سے منہ پھیر لوں گا اور کہوں گا ان کو مجھ سے دور کرو، ان کو مجھ سے دور کرو۔

قرآن مجید کے بعد بخاری و مسلم حدیث کی مستند ترین کتابیں ہیں۔ ان دلائل کے بعد بھی اگر ہم باپ دادا کے طور طریقوں سے چمٹے رہیں اور بدعات کو سینے سے لگائے رہیں تو آخرت کی اس ذلت سے ہمیں کون بچا سکے گا؟ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں:

"جو عبادت صحابہ کرامؓ نے نہیں کی، اسے تم مت کرو، پہلے لوگوں نے بعد والوں کے لیے دین میں کسی نئی بات کی گنجائش باقی نہیں رہنے دی۔" (سنن ابو داؤد)۔

حضرت عمرؓ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے: میں جانتا ہوں کہ تم ایک پتھر ہو، نفع پہنچا سکتے ہو نہ نقصان، اگر میں نے یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو بوسہ دیا ہے تو میں تمہیں ہرگز بوسہ نہ دیتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جو کام بھی کریں، اس کے لیے سنت سے ثبوت ہونا چاہیے۔ شب معراج اور شب برات کا روزہ، رجب کی پہلی تاریخ اور دیگر تاریخوں کی نمازیں، تدفین کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر اذان دینا، محرم میں سوگ منانا، انگھوٹے چومنا، قبروں پر مزار تعمیر کرنا اور خواتین کا وہاں اپنی چادر اتار کر جھاڑو لگانا۔ قبر کی زیارت کے بعد الٹے پاؤں واپس لوٹنا، دسویں، چالیسویں، گیارہویں کا تبرک اور تعویذ کے ٹھپے لگانا، کیا ایسے کام سنت سے ثابت ہیں؟ اگر نہیں تو میں ان بدعات کا ارتکاب کر کے کیوں اپنی آخرت برباد کر رہا ہوں؟ میرے مسلمان بہن بھائیو! صدیوں پرانی باپ دادا کی روایتیں، وہ بھی جبہ اور دستار کی تائید کے ساتھ ہمارے پاؤں کی بیڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان بیڑیوں کو کاٹ پھینکنے کے لیے بڑے مضبوط ایمان اور پختہ یقین کی ضرورت ہے۔ جب تک ویسا ایمان اور یقین دل میں پیدا نہیں ہوگا، ان خرافات سے نجات نہیں مل سکے گی۔

نبی کریم ﷺ نے یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کی جن بدعات اور خرافات کو کاٹ پھنکا تھا، آج امت مسلمہ قرآن وسنت کی تعلیم سے محرومی کی وجہ سے پھر شرک اور بدعات کے چنگل میں پھنس چکی ہے۔ آیئے ہم آپ کو سنت اور بدعت کی شناخت اور پہچان کا کچھ آسان طریقہ سمجھاتے ہیں۔ ہر وہ نیکی اور بھلائی کا کام جس کی تعلیم اللہ کے حکم سے نبی ﷺ نے دی وہ سنت کہلاتا ہے۔ بدعت سنت کی ضد ہے لہٰذا ہر وہ عقیدہ اور عمل، قول یا فعل جسکی تعلیم نہ کتاب اللہ میں دی گئی ہو نہ سنت رسول ﷺ میں اسکی کوئی نظیر ملتی ہو اور نہ ہی صحابہ کرامؓ سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہو، وہ بدعت کہلائے گا۔ سنت وہ بابرکت عمل ہے جس کے ذریعے امت مسلمہ کی صفوں میں اتفاق، اتحاد اور باہمی محبت اور احترام کی فضا قائم ہوتی ہے۔ مثلاً اذان اور اقامت، ختنہ اور عقیقہ، نکاح اور طلاق، وضو اور طہارت، نماز روزہ اور حج و قربانی کے طور

طریقے اور اس طرح کے وہ تمام طور طریقے جن پر امتِ مسلمہ 14 صدیوں سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، تواتر کے ساتھ عمل کرتی آ رہی ہے، ایسے کام یا طور طریقے جو سنت سے ثابت ہیں، ان پر مسلمان عرب وعجم، افریقہ اور امریکہ ہر جگہ یکساں عمل کرتے ہیں۔ بچہ مسلمان کے گھر امریکہ میں پیدا ہو یا انڈیا اور پاکستان میں، اس کا ختنہ اور عقیقہ کرایا جاتا ہے۔ اذان اور اقامت، نکاح اور طلاق ہر جگہ رائج ہے۔

مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو سلام کرتے ہیں۔ یہ نبی کریم ﷺ کا مبارک طریقہ ہے جو ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے جوڑتا ہے۔ اس کے مقابلے میں بدعت، اختلاف، انتشار، نفرت اور فرقہ واریت پھیلاتی ہے۔ مثلاً تیجے، دسویں، چالیسویں اور فاتحہ خوانی یا قرآن خوانی پر ہر ایک گھر میں جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کرنا ہے، کوئی کہتا ہے نہیں۔ یہی حال تمام بدعات کا ہے اور ان بدعات کی وجہ سے ہماری مسجدیں اور امام تقسیم ہو چکے ہیں حتیٰ کہ ہم ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھ سکتے اور مساجد پر مخصوص فرقے کا لیبل لگا ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں سعودی عرب میں سنت پر عمل کی یہ برکت ہے کہ کسی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے ہمیں کوئی ایسا اختلاف نظر نہیں آتا۔

دوسری پہچان سنت اور بدعت کی یہ ہے کہ سنت ہمیشہ ایک ہی حالت اور طریقے پر قائم رہتی ہے جبکہ بدعت گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی رہتی ہیں۔ سنت کی مثال میں نے عرض کیا کہ اذان ہو یا اقامت، ختنہ ہو یا عقیقہ قربانی ہو یا نکاح وطلاق کا طریقہ دنیا میں ہر جگہ ان پر ایک ہی طریقے پر عمل ہوتا ہے جبکہ بدعات کی شکل ہر جگہ مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کے مرنے کے بعد ہمارے ملکوں میں آج سے 40 سال قبل جو ختم پڑھایا جاتا تھا وہ چوتھے، پندرھویں اور چالیسویں دن ہوتا تھا۔ اس کے بعد یہ تیسرے اور دسویں دن ہو گیا۔

قبلے کی تبدیلی کا حکم تو قرآن میں آیا تھا، یہ تبدیلی کون سی آیت یا حدیث کی وجہ سے ہوئی، اس کا جواب ختم شریف پڑھنے اور پڑھانے والوں کو دینا چاہیے۔ کسی مسجد میں اذان سے پہلے درود پڑھا جاتا ہے، کسی میں اذان کے بعد۔ کچھ لوگوں نے ختم شریف کی جگہ مدرسے کے بچوں کو جمع کر کے قرآن خوانی شروع کر دی۔ کسی دور میں میلاد شریف صرف اس حد تک تھا کہ 12 ربیع الاول کو مساجد یا کھلی جگہوں پر لوگ جمع ہوتے، مولوی حضرات سیرت رسول ﷺ بیان کرتے، محبت رسول ﷺ کا ذکر ہوتا اور بات ختم ہو جاتی۔ پھر یہ بات آگے بڑھی، دنیا کی دوسری ایجادات کی طرح بدعت نے بھی ترقی کی۔ محفلِ میلاد عید میلاد النبی بن گئی اور اب یہ مزید ترقی کر کے جشن عید میلاد النبی اور جشنِ معراج النبی کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اب چونکہ جشن گانے بجانے کے بغیر نہیں ہوتا لہٰذا اب ان جشنوں نے غیر اسلامی میلوں کی شکل اختیار کر لی ہے اور ان میں وہ سب کام ہوتے ہیں جو شرعاً حرام ہیں۔ تو بدعت کی دوسری شناخت یہ ہوتی ہے کہ وہ کبھی بھی ایک حالت پر قائم نہیں رہتی۔

تیسری پہچان یہ ہے کہ سنت کی حیثیت عالمگیر اور بین الاقوامی ہے جبکہ بدعت مقامی اور کنوئیں کے مینڈک کی طرح ایک چھوٹے دائرے میں محدود رہتی ہے۔ اس کا وجود سنت کی طرح پوری دنیا میں تو کجا، ایک ہی ملک کے مختلف حصوں میں نہیں ہوتا ہے مثلاً: قبروں کو پختہ بنانا یا ان پر قبے اور عمارتیں تعمیر کرنا۔ ہمارے ملکوں میں اس کا عام رواج ہے جبکہ سعودی عرب میں جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں صحابہ کرام کی قبروں سے لے کر آج تک تمام قبرستانوں میں کچی قبریں ہیں، کسی بادشاہ کی قبر پر بھی تختی نہیں لگی ہوئی، جس طرح کسی صحابی کی قبر

پر بھی تحقی نہیں۔تمام بدعات کا تذکرہ اوراحاطہ کرنا کسی مضمون میں ممکن نہیں، نہ ہی یہ مقصود ہے بلکہ چند چیزوں کا صرف سنت اور بدعت کے فرق کو واضح کرنے کی غرض سے حوالہ دیا گیا ہے۔کیا اس فرق کو پہچاننے کے لیے اور سنت اور بدعت میں تمیز کرنے کے لیے بہت بڑا عالم ہونے کی ضرورت ہے؟ ہر گز نہیں! ایک عام آدمی بھی کچھ غور وفکر کے بعد اس فرق کو سمجھ سکتا ہے لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ جو چیزیں ہمیں وراثت میں منتقل ہوتی آ رہی ہیں وہ عقائد اور عبادات کے طور طریقے اور خالص دین اور شریعت کے معاملات ہی کیوں نہ ہوں، ان کو بھی مال اور جائداد کی طرح وراثت میں حاصل کرتے ہیں اور پھر ان سے چمٹے رہتے ہیں حتیٰ کہ آئندہ نسلوں کو منتقل کرتے ہیں ۔ یہ انتہائی خطرناک روش ہے جس پر چل کر ہم اپنی آخرت کو تباہ کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے ہمارا دنیا کا امن وسکون بھی برباد ہو چکا ہے۔

ہر مسلمان کو دین اور شریعت کے معاملات میں خوب غور وفکر کرنا چاہیے اور ہمیشہ حق بات کی تلاش میں رہنا چاہیے۔صحابہ کرامؓ بہت پڑھے لکھے لوگ نہیں تھے، وہ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ جو کچھ رسول ﷺ اللہ کی طرف سے دے رہے ہیں وہی نجات کا ذریعہ ہے اور جس سے رسول ﷺ روک رہے ہیں، وہی ہلاکت کا راستہ ہے۔اس ایمان اور یقین کے نتیجے میں انہوں نے اپنے آپ کو تعلیماتِ رسول ﷺ کے سانچے میں ڈھال دیا اور سنتِ رسول ﷺ کی حفاظت کی ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق کے ساتھ وابستہ رہے گا، ان کو بے یار ومددگار چھوڑنے والے اور ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، وہ اسی حال میں (یعنی سنت پر قائم) ہوں گے تا آنکہ قیامت آجائے گی۔" (بخاری)۔